حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

<"xml encoding="UTF-8?>

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، (5 بعثت -11ھ) پیغمبر اکرمؐ و حضرت خدیجہ کی بیٹی، امام علیؑ کی زوجہ اور امام حسنؑ، امام حسینؑ و حضرت زینبؑ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ آپ اصحاب کسا یا پنجتن پاک میں سے ہیں جنہیں شیعہ معصوم مانتے ہیں۔ زہرا، بَتول و سیدة نساء العالمین آپ کے القاب اور اُمّ اَبیہا آپ کی مشہور کنیت ہے۔ حضرت فاطمہؑ واحد خاتون ہیں جو نجران کے عیسائیوں کے ساتھ مباہلہ کے دوران پیغمبر اکرمؐ کے ہمراہ تھیں۔
سورہ کوثر، آیت تطہیر، آیت مودت، آیت اطعام اور حدیث بِضعہ آپؑ کی شان اور فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔ روایات میں آیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے فاطمہ زہراؑ کو سیدة نساء العالمین کے طور پر متعارف کیا اور ان کی خوشی اور ناراضگی کو اللہ کی خوشنودی و ناراضگی قرار دیا ہے۔
آپ نے سقیفہ بنی ساعدہ کے واقعے کی مخالفت کی اور ابوبکر کی خلافت کو غصبی قرار دیتے ہوئے ان کی بیعت نہیں کی۔ آپ نے غصب فدک کے واقعے میں امیرالمومنین کے دفاع میں خطبہ دیا جو خطبہ فدکیہ سے مشہور ہے۔ حضرت فاطمہؑ پیغمبر اکرمؐ کی وفات کے فوراً بعد ابوبکر کے حامیوں کی طرف سے آپ کے گھر پر کئے گئے حملے میں زخمی ہوئیں اور بیمار پڑ گئیں پھر مختصر عرصے کے بعد 3 جمادی الثانی سنہ 11 ہجری کو مدینہ میں شہید ہو گئیں۔ دختر پیغمبرؐ کو ان کی وصیت کے مطابق رات کی تاریکی میں دفن کیا گیا اور ان کی قبر آج بھی مخفی ہے۔
تسبیحات حضرت زہراؑ، مصحف فاطمہؑ اور خطبہ فدکیہ آپ کی معنوی میراث کا حصہ ہیں۔ مصحف فاطمہ ایک کتاب ہے جس میں فرشتہ الہی کے ذریعہ آپ پر القاء ہونے والے الہامات بھی شامل ہیں جنہیں امام علیؑ نے تحریر فرمایا ہے۔ روایات کے مطابق صحیفہ فاطمہ ائمہ سے منتقل ہوتے ہوئے اس وقت امام زمانہ (عج) کے پاس ہے۔
شیعہ آپؑ کو اپنا آئیڈیل مانتے ہیں اور آپ کی شہادت کے ایام میں عزاداری کرتے ہیں جو ایام فاطمیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ایران میں آپؑ کے روز ولادت (20 جمادی الثانی) کو یوم مادر اور یوم خواتین قرار دیا گیا ہے اور فاطمہ و زہراؑ لڑکیوں کے سب سے زیادہ رکھے جانے والے ناموں میں سے ہیں۔

نام و نسب

القاب حضرت فاطمہ

حضرت فاطمہؑ زہرا حضرت محمدؐ اور حضرت خدیجہ کبریؑ کی بیٹی ہیں۔ آپ کے متعدد القاب (تقریبا 30) ذکر ہوئے ہیں۔ جن میں زہرا، صدیقہ، مُحَدَّثہ، بَتول، سیدة نساء العالمین، منصورہ، طاہرہ، مطہرہ، زَکیہ، مبارکہ، راضیہ، مرضیہ زیادہ مشہور ہیں۔[1]
آپؑ کے لئے متعدد کنیتیں ذکر ہوئی ہیں: جیسے:ام ابیہا، ام الائمہ، ام الحسن، ام الحسین اور ام المحسن۔[2]

سوانح حیات

حضرت فاطمہؑ پیغمبر اکرمؐ اور حضرت خدیجہ کی آخری اولاد ہیں۔[15] تمام مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت فاطمہؑ مکہ مکرمہ میں حضرت خدیجہ کے گھر میں جو مسعی کے نزدیک زُقاق العطارین و زُقاق الحجر نامی محلہ میں واقع تھا، پیدا ہوئی ہیں۔[16]

ولادت اور بچپن

شیعوں کے یہاں مشہور قول کی بنا پر حضرت فاطمہؑ بعثت کے پانچویں سال سنہ احقافیہ[17] (سورہ احقاف کے سال نزول) میں متولد ہوئیں۔[18] شیخ مفید و کفعمی نے آپؑ کی ولادت کو بعثت کے دوسرے سال میں ذکر کیا ہے۔[19] اہل سنت کے مطابق آپؑ کی ولادت بعثت سے پانچ سال قبل ہوئی ہے۔[20]

منابع شیعہ میں آپ کی ولادت کی تاریخ 20 جمادی الثانی ذکر ہوئی ہے۔[21]

آپؑ کی زندگی کے ابتدائی ایام کے بارے میں تاریخی حوالہ جات کی کمی کی وجہ سے، دقیق معلومات حاصل کرنا مشکل ہے۔[22] تاریخی اسناد کے مطابق، حضرت زہراؑ نے حضورؐ کی دعوت کے علنی ہونے کے بعد، مشرکین کی طرف سے اپنے بابا پر کئے جانے والے تشدد اور ناروا سلوک کو نزدیک سے دیکھا۔ اس کے علاوہ بچپن کے تین سال آپؑ نے شعب ابی طالب میں گزارے، جس دوران مشرکین مکہ نے بنی ہاشم اور حضورؐ کے چاہنے والوں کا سوشل بائیکاٹ کر رکھا تھا۔[23] اسی طرح آپؑ بچپن میں ہی اپنی والدہ کی شفقت اور اپنے بابا رسول خدا کے چچا اور اہم حامی حضرت ابوطالبؑ کے سایہ شفقت سے محروم ہوئیں۔[24] اس کے علاوہ قریش کا حضورؐ کو قتل کرنے کا منصوبہ،[25] پیغمبرؐ کا رات کے وقت مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا اور آپؑ کا بنی ہاشم کی بعض دیگر خواتین سمیت حضرت علیؑ کے ہمراہ مدینہ ہجرت کرنا، حضرت فاطمہؑ کے بچپن میں پیش آنے والے واقعات ہیں۔[26]

ازدواج

تفصیلی مضمون: حضرت علی اور حضرت فاطمہ کی شادی

حضرت فاطمہؑ کے لئے بہت سے رشتے تھے۔ لیکن آپ نے حضرت علی کا رشتہ قبول کیا اور ان سے شادی کی۔ بعض محققین کے مطابق، پیغمبر اکرم کی مدینہ ہجرت، اسلامی معاشرے کی رہبری اور آپؐ سے نسبت کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان مورد احترام اور بلند مرتبہ کی حامل تھیں۔[27] اس کے علاوہ آنحضرت (ص) کا آپ سے اظہار محبت کرنا،[28] اپنی ہم عصر خواتین[29] کے درمیان مقائسہ میں آپ میں پائی جانے والی خصوصیات سبب بنیں بعض مسلمان آپ کا رشتہ طلب کریں۔[30] بعض بزرگان قریش جو سابق الاسلام اور مالی اعتبار سے مضبوط تھے، انہوں نے رشتہ طلب کیا۔[31] ابوبکر، عمر[32] اور عبد الرحمن بن عوف[33] نے بھی آپؑ کا رشتہ مانگا لیکن رسول اللہؐ نے سوائے حضرت علیؑ کے باقی سب کا رشتہ یہ فرماتے ہوئے مسترد کیا[34] کہ میری بیٹی فاطمہؑ کا رشتہ ایک الہٰی امر ہے لہذا اس حوالے سے میں وحی کا منتظر ہوں۔[35] اسی طرح کچھ موارد میں حضرت فاطمہؑ کی نارضایتی کا بھی ذکر فرمایا۔[36]

امام علیؑ پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ خاندانی تعلق اور خود حضرت فاطمہؑ کی اخلاقی و دینی خصوصیات کی وجہ سے اس رشتے کی دلی خواہش رکھتے تھے۔[37] لیکن مورخین کے بقول آپؑ میں یہ جرأت پیدا نہیں ہو رہی تھی کہ رسول اکرمؐ کی بیٹی کا رشتہ مانگتے۔[38] سعد بن معاذ نے حضرت علیؑ کی درخواست کو پیغمبر اکرمؐ تک منتقل کیا۔ پیغمبر اکرمؐ نے اس رشتے پر اپنی رضایت کا اظہار کرتے ہوئے[39] اسے اپنی بیٹی کے سامنے رکھا اور انہیں حضرت علیؑ کے اخلاقی فضائل اور حسن کردار سے آگاہ فرمایا جس پر حضرت فاطمہؑ نے بھی اپنی رضایت کا

اظہار فرمایا۔[40] آپ (ص) نے بحکم الہی حضرت فاطمہ کی شادی حضرت سے علی سے کر دی۔[41] ہجرت کے ابتدائی ایام میں دوسرے مہاجرین کی طرح حضرت علیؑ کی اقتصادی حالت بھی مناسب نہیں تھی۔[42] اس بنا پر آپؑ نے پیغمبر اکرمؐ کے کہنے پر اپنی زرہ بیچ کر یا اسے گروی رکھ کر حضرت فاطمہؑ کا حق مہر ادا کیا۔[43] یوں مسجد نبوی میں مسلمانوں کی محفل میں حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کا عقد پڑھا گیا۔[44] مورخین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ عقد کس تاریخ کو پڑھا گیا۔ اکثر مصادر میں ہجرت کے دوسرے سال کا تذکرہ ملتا ہے۔[45] رخصتی جنگ بدر کے بعد شوال یا ذوالحجہ سنہ 2 ہجری میں ہوئی۔[46]

ازدواجی زندگی

احادیث اور تاریخی مصادر میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہؑ امام علیؑ کے ساتھ مختلف انداز سے حتی پیغمبر اکرمؐ کے حضور میں بھی محبت سے پیش آتی تھیں اور آپ کو بہترین شوہر مانتی تھیں۔[47] حضرت علیؑ کا احترام آپؑ کی نمایاں خصوصیات میں سے ہے۔ تاریخ میں ملتا ہے کہ آپؑ گھر کے اندر حضرت علیؑ کے ساتھ محبت آمیز گفتگو فرماتی تھیں[48] اور لوگوں کے سامنے حضرت علیؑ کو ان کی کنیت ابا الحسن سے پکارتی تھیں۔[49]

احادیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت فاطمہؑ حضرت علیؑ کیلئے خود کو عطر اور زینتی وسائل سے آراستہ فرماتی تھیں۔[50]

ازدواجی زندگی کے ابتدائی ایام میں حضرت فاطمہؑ اور حضرت علیؑ کو انتہائی سخت اور کٹھن معاشی حالات کا سامنا تھا۔[51] یہاں تک کہ بعض اوقات حسنینؑ کیلئے پیٹ بھر کھانا بھی میسر نہ ہوتا تھا۔[52] مگر حضرت فاطمہؑ نے اس حوالے سے کبھی کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں کی اور چہ بسا گھریلو اخراجات پورا کرنے کی خاطر اپنے شوہر کی مدد کی غرض سے اون بھی کاتا کرتی تھیں۔[53]

گھر کے اندرونی معاملات حضرت فاطمہؑ جبکہ باہر کے معاملات حضرت علیؑ انجام دیتے تھے[54] یہاں تک کہ جس وقت پیغمبر اکرمؐ نے فضہ کو بطور کنیز آپ کی خدمت کیلئے بھیجا تو اس وقت بھی آپ گھر کے تمام امور ان کے ذمہ نہیں لگاتی تھیں بلکہ آدھے امور خود انجام دیتیں اور آدھے امور فضہ کے سپرد فرماتی تھیں۔[55] اس سلسلے میں تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ ایک دن گھر کے کام کاج فضہ انجام دیتیں جبکہ دوسرے دن آپ خود انہیں انجام دیتی تھیں۔[56]

اولاد

شیعہ اور اہل سنت دونوں مصادر کا اس بات پر اتفاق نظر ہے کہ امام حسنؑ[57]، امام حسینؑ[58]، حضرت زینبؑ[59] اور ام کلثوم، [60] حضرت فاطمہؑ اور امام علیؑ کی اولاد ہیں۔[61] شیعہ اور بعض اہل سنت مصادر میں ایک اور بیٹے کا نام بھی ملتا ہے جو پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے بعد حضرت زہراؑ کے ساتھ پیش آنے والے حوادث میں سقط ہوگیا جس کا نام محسن یا مُحَسَّن ذکر ہوا ہے۔[62]

زندگی کے آخری ایام

حضرت فاطمہؑ کی زندگی کے آخری مہینوں میں کچھ تلخ اور ناگوار واقعات رونما ہوئے جن کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس مدت میں کسی نے بھی آپ کے کے لبوں پر مسکراہٹ نہیں دیکھی۔[63] ان واقعات میں پیغمبر اکرمؐ کی رحلت،[64] واقعہ سقیفہ، ابوبکر اور ان کے ساتھیوں کی جانب سے خلافت اور باغ فدک کا غصب اور صحابہ کرام کے بھرے مجمع میں خطبہ دینا[65] آپ کی زندگی کے آخری ایام میں پیش آنے والے ان ہی تلخ اور ناگوار واقعات میں سے ہیں۔ اس عرصے میں حضرت فاطمہؑ حضرت علیؑ کے ساتھ ان کے مخالفین کے سامنے امامت و ولایت کے دفاع میں کھڑی تھیں؛[66] جس کی وجہ سے آپ مخالفین کے ظلم و جبر کا نشانہ بنیں اور آپ کے

دروازے پر لکڑیاں جمع کرکے دروازے کو آگ لگا دینا اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔[67] حضرت علیؑ کی جانب سے ابوبکر کی عدم بیعت اور ابوبکر کے مخالفین کا بطور احتجاج آپؑ کے گھر میں اجتماع یہ وہ امور تھے کہ جنہیں بہانہ بنا کر خلیفہ اور ان کے حامیوں نے حضرت فاطمہؑ کے گھر پر حملہ کر دیا اور آخرکار گھر کے دروازے کو آگ لگا دی گئی۔ اس حملے میں حضرت فاطمہؑ حضرت علیؑ کو زبردستی بیعت کیلئے مسجد لے جانے میں مانع بننے کی وجہ سے تشدد کا نشانہ بنیں[68] جس سے آپ کے شکم میں موجود بچہ ساقط ہوگیا۔[69] اس واقعے کی بعد آپ سخت بیمار ہو گئیں[70] اور مختصر عرصے میں آپؑ کی شہادت واقع ہوگئی۔[71]

آپؑ نے حضرت علیؑ کو وصیت کی کہ آپؑ کے مخالفین کو آپؑ کی نماز جنازہ اور دفن وغیرہ میں شرکت کی اجازت نہ دی جائے اور آپؑ کو رات کی تاریکی میں سپرد خاک کیا جائے۔[72] مشہور قول کی بنا پر حضرت فاطمہؑ نے 3 جمادی الثانی سن 11 ہجری کو مدینہ میں شہادت پائی۔[73]

سیاسی موقف

حضرت فاطمہؑ کی مختصر زندگی میں مختلف معاشرتی سرگرمیوں کے علاوہ سیاسی موقف بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ ہجرت مدینہ، جنگ احد،[74] جنگ خندق کے موقع پر زخمیوں کی دیکھ بھال، مجاہدین تک جنگی ساز و سامان کی ترسیل اور[75] فتح مکہ[76] کے موقع پر آپ کی موجودگی سماجی سرگرمیوں میں سے ہیں لیکن آپ کے سیاسی موقف کا اظہار پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے بعد دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس مختصر عرصے میں اسلامی حکومت کے سیاسی منظر نامے پر حضرت فاطمہؑ کا سیاسی موقف کچھ یوں دیکھنے میں آیا:

سقیفہ بنی ساعدہ میں پیغمبر اکرمؐ کے بعد ابوبکر کی بطور خلیفہ تقرری کے بعد ان کی بیعت سے انکار، مہاجرین و انصار کے سرکردہ لوگوں سے خلافت کیلئے امام علیؑ کی برتری کا اقرار لینا، باغ فدک کی دوبارہ مالکیت کے لئے سعی و کوشش، مسجد نبوی میں مہاجرین و انصار کی بھری محفل سے خطاب اور دروازے پر مخالفین کے حملے کے وقت حضرت علیؑ کا دفاع۔ محققین کے مطابق پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے بعد حضرت فاطمہؑ نے جس رد عمل کا اظہار فرمایا ہے وہ حقیقت میں ابوبکر اور ان کے حامیوں کی جانب سے خلافت کے غصب کئے جانے پر اعتراض اور احتجاج تھا۔[77]

سقیفہ کی مخالفت

تفصیلی مضمون: واقعہ سقیفہ بنی ساعدہ

سقیفہ بنی ساعدہ میں خلیفہ کے انتخاب کے حوالے سے منعقد ہونے والے ہنگامی اجلاس میں وہاں پر موجود صحابہ کی جانب سے ابوبکر کی بعنوان خلیفہ بیعت کے بعد آپ نے حضرت علیؑ اور بعض صحابہ مانند طلحہ اور زبیر کے ساتھ مل کر صحابہ کے اس اقدام کی مخالفت کی[78] کیونکہ حجۃ الوداع کے موقع پر غدیر خم کے مقام پر پیغمبر اکرمؐ نے امام علیؑ کو اپنا جانشین معین فرمایا تھا۔[79] تاریخی شواہد کے مطابق حضرت فاطمہؑ حضرت علیؑ کے ہمراہ چیدہ چیدہ اصحاب کے گھروں میں جاتیں، ان سے مدد اور نصرت طلب کرتی تھیں۔ صحابہ آپ کی اس درخواست کے جواب میں کہتے اگر ابوبکر کی بیعت سے پہلے یہ مطالبہ کرتے تو ہم علیؑ کی حمایت کرتے لیکن اب ہم ابوبکر کی بیعت کر چکے ہیں۔ جب صحابہ حضرت علیؑ کی حمایت سے انکار کرتے تو آپ انہیں خبردار کرتیں کہ ابوبکر کی بیعت خدا کی ناراضگی اور عذاب کا باعث ہے۔[80]

باغ فدک اور خطبۂ فدکیہ

تفصیلی مضمون: خطبہ فدکیہ

حضرت فاطمہؑ نے ابوبکر کی جانب سے فدک کو آپؑ سے واپس لے کر حکومتی خزانے میں جمع کرنے کے اقدام کی

سخت مخالفت کی۔[81] لہٰذا فدک کو دوبارہ اپنی ملکیت میں واپس لانے کیلئے آپ نے ابوبکر کے ساتھ گفتگو کی ابوبکر نے جب دیکھا کہ آپؑ کے پاس کافی دلائل و شواہد ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ یہ باغ آپؑ کی ملکیت ہے[82] تو ابوبکر نے ایک سند تحریر کی جس میں لکھا کہ فدک حضرت فاطمہؑ کی ملکیت ہے۔ جب عمر بن خطاب اس سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے اس تحریر کو حضرت فاطمہؑ کے دست مبارک سے چھین کر اسے پھاڑ دیا۔[83] جب آپؑ نے دیکھا کہ فدک کو واپس لینے کی تمام تر کوششیں هدر جا رہی ہیں تو ایسے میں آپؑ نے مسجد نبوی کا رخ کیا اور وہاں پر صحابہ کی موجودگی میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو خطبہ فدکیہ کے نام سے معروف ہے جس میں آپؑ نے ابوبکر کی جانب سے خلافت کو غصب کرنے اور فدک کو واپس لینے کی سخت الفاظ میں مخالفت کی اور خلیفہ کے اس اقدام کی شدید الفاظ میں مذمت کی۔ اس خطبے میں آپؑ نے ابوبکر اور ان کے حامیوں کے اس اقدام کو دوزخ خریدنے کے مترادف قرار دیا۔[84]

مخالفین ابوبکر کے اجتماع کی حمایت

تفصیلی مضمون: خانہ فاطمہ میں اجتماع کا واقعہ

پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے فورا بعد جب کچھ لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کی اور امام علیؑ کی خلافت اور جانشینی سے متعلق پیغمبر اکرمؐ سے صادر ہونے والے احکامات کو نظر انداز کر دیا تو حضرت فاطمہؑ نے حضرت علیؑ، بنی ہاشم اور بعض صحابہ کرام کے ساتھ مل کر ابوبکر کی بیعت سے انکار کر دیا۔ ابوبکر کی خلافت کے مخالفین آپؑ کے گھر میں جمع ہوگئے اور انہوں نے پیغمبر اکرمؐ کی جانشینی اور خلافت کے حوالے سے حضرت علیؑ کے مسلمہ حق کی حمایت کی۔[85] ان میں پیغمبر اکرمؐ کے چچا عباس بن عبدالمطلب، سلمان فارسی، ابوذر غفاری، عمار بن یاسر، مقداد، اُبیّ بن کَعب اور بنی ہاشم شامل تھے۔[86]

گھر پر حملے کے دوران حضرت علیؑ کا دفاع

تفصیلی مضمون: حضرت فاطمہؑ کے گھر پر حملہ

ابوبکر کے حامیوں کی جانب سے حضرت علیؑ کے گھر پر حملے کے دوران حضرت فاطمہؑ دشمنوں کے مقابلے میں حضرت علیؑ کی حمایت میں اٹھ کھڑی ہوئیں اور آپؑ نے حضرت علیؑ کو زبردستی ابوبکر کی بیعت کیلئے لے جانے کی اجازت نہیں دی۔ تیسری اور چوتھی صدی کے اہل سنت عالم ابن عبد ربہ کے مطابق جب ابوبکر اس بات سے مطلع ہوئے کہ ان کے مخالفین حضرت فاطمہؑ کے گھر جمع ہوئے ہیں تو حکم دیا کہ ان پر حملہ کرکے انہیں متفرق کیا جائے اور مزاحمت کی صورت میں ان کے ساتھ جنگ کی جائے۔ عمر کچھ افراد کے ساتھ حضرت فاطمہؑ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور انہوں نے گھر میں موجود افراد سے باہر نکلنے کا مطالبہ کیا اور ساتھ ہی خبردار کیا کہ ان کے حکم کی تعمیل نہ ہونے کی صورت میں اس گھر کو آگ لگا دی جائے گی۔[87] عمر اور ان کے ساتھی زبردستی گھر میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر آپؑ نے انہیں اس بات سے ڈرایا کہ اگر گھر سے باہر نہ نکلے تو میں خدا کے حضور شکایت کروں گی۔[88] اس پر حملہ آور گھر سے باہر چلے گئے اور امام علیؑ اور بنی ہاشم کے علاوہ گھر میں موجود دیگر افراد کو ابوبکر کی بیعت کیلئے مسجد لے گئے۔[89]

حضرت فاطمہؑ کے گھر میں احتجاج کرنے والوں سے زبردستی بیعت لینے کے بعد حضرت علیؑ اور بنی ہاشم سے بھی بیعت لینے کیلئے عمر اور ان کے ساتھیوں نے ایک بار پھر آپؑ کے گھر کا رخ کیا اور اس مرتبہ حتی گھر کے دروازے کو آگ بھی لگا دی گئی۔ دروازے کو آگ لگانے کے بعد زبردستی دروازہ توڑ کر گھر میں داخل ہو گئے اس دوران در و دیوار کے بیچ میں حضرت فاطمہؑ مجروح ہوئیں، عمر اور قنفذ نے آپ کو ضربیں لگائیں جس سے آپؑ زخمی ہوئیں اور اس دوران آپؑ کے پیٹ میں موجود بچہ (محسن) سقط ہو گیا۔[90] بعض مورخین کے مطابق

قنفذ نے حضرت فاطمہؑ کو در و دیوار کے درمیان رکھ کر [91] آپؑ پر دروازہ گرا دیا جس سے آپؑ کا پہلو زخمی ہوگیا۔[92] اسی طرح کہا جاتا ہے کہ عمر نے آپ کے شکم اطہر پر بھی وار کیا[93] اس واقعے کے بعد حضرت فاطمہؑ علیل ہو گئیں اور اسی بیماری کے عالم میں اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔[94]

ابوبکر و عمر سے ناراضگی

فدک اور ابوبکر کی بیعت سے مربوط واقعات میں ابوبکر اور عمر کے حضرت فاطمہؑ اور حضرت علیؑ کے ساتھ سختی سے پیش آنے کی وجہ سے آپؑ ان دونوں سے سخت ناراض ہو گئیں۔ تاریخی شواہد بتاتے ہیں کہ دوسرے خلیفہ اور ان کے ساتھیوں کی جانب سے حضرت فاطمہؑ کے دروازے پر حملہ کرنے اور اس سے پیدا ہونے والے ناخوشگوار واقعات کے بعد ابوبکر اور عمر نے آپؑ سے معافی مانگنے کا ارادہ کیا لیکن آپؑ نے انہیں اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ آخرکار جب حضرت علیؑ کی وساطت سے ابوبکر اور عمر فاطمہؑ کے گھر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تو اس وقت بھی آپؑ نے ان دونوں سے منہ پھیر لیا اور ان کے سلام کا جواب بھی نہیں دیا اور انہیں بغیر کسی جواب کے واپس جانے پر مجبور کیا۔ حضرت فاطمہؑ نے پیغمبر اکرمؐ کی مشہور حدیث جس میں پیغمبر اکرمؐ نے اپنی خوشنودی کو حضرت فاطمہؑ کی خوشنودی قرار دیا تھا؛ کا حوالہ دیتے ہوئے ان دونوں سے اپنی نارضایتی کا اعلان کیا۔[95] بعض مورخین کے مطابق حضرت فاطمہؑ نے ہر نماز کے بعد ان دونوں سے اظہار برأت کی قسم کھائی۔[96]

شہادت، تشییع، تدفین

تفصیلی مضمون: شہادت حضرت فاطمہ زہرا

پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے بعد پیش آنے والے ناخوشگوار واقعات میں جسمانی اور روحانی دونوں اعتبار سے مجروح ہونے اور کچھ مدت تک بیمار رہنے کے بعد آخر کار آپ سنہ 11 ہجری کو اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔[97] آپ کی تاریخ شہادت کے بارے میں بھی چند اقوال، چالیس روز سے آٹھ ماہ تک، ذکر ہوئے ہیں۔

شیعوں کے یہاں مشہور ترین قول 3 جمادی الثانی سنہ 11 ہجری ہے۔[98] یعنی رحلت پیغمبر (ص) کے بعد 95 روز، اس قول کی دلیل امام صادقؑ سے منقول ایک حدیث ہے۔[99] دوسرے اقوال کے مطابق آپ کی شہادت 75 روز کے بعد 13 جمادی الاول (نوٹ) 8 ربیع الثانی[100] 13 ربیع الثانی[101] اور 3 رمضان[102] ذکر ہوئی ہے۔

امام موسی کاظم علیہ السلام نے ایک روایت میں آپ کی شہادت کی تصریح کی ہے۔[103] امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت میں آپ کی شہادت کا سبب قنفذ کی وہ ضربت ہے جو اس نے غلاف شمشیر سے لگائی تھی، جس سے محسن کا حمل سقط ہوا اور اس کے نتیجہ میں پیش آنے والی بیماری سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔[104]

بعض محققین کے مطابق حضرت فاطمہ کی یہ وصیت کہ انہیں مخفیانہ طور پر دفن کیا جائے، دستگاہ خلافت کے خلاف ان کا آخری سیاسی قدم تھا۔[105]

مقام دفن

تفصیلی مضمون: حضرت فاطمہ کی تشییع و تدفین

شہادت سے پہلے حضرت فاطمہؑ نے یہ وصیت کی کہ میں ہرگز ان سے راضی نہیں ہوں جنہوں نے مجھ پر ظلم و ستم کیا اور میری ناراضگی کا باعث بنے وہ میرے جنازے میں شرکت کریں یا میری نماز جنازہ پڑھیں؛ اسی بنا پر آپؑ نے وصیت کی تھی کہ آپؑ کو مخفیانہ طور پر شب کی تاریکی میں دفن کیا جائے اور آپؑ کی قبر مبارک کو بھی مخفی رکھا جائے۔[106] مورخین کے مطابق حضرت علیؑ نے اسماء بنت عُمیس کی مدد سے آپؑ کو غسل

دیا[107] اور آپؑ نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔[108] امام علیؑ کے علاوہ کچھ اور افراد نے بھی آپؑ کے جنازے میں شرکت کی جن کی تعداد اور ناموں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ تاریخی مصادر میں امام حسن، امام حسین، عباس بن عبدالمطلب، مقداد، سلمان، ابوذر، عمار، عقیل، زبیر، عبداللہ بن مسعود اور فضل بن عباس کو ان افراد میں سے شمار کیا ہے جنہوں نے آپؑ کی نمازہ جنازہ میں شرکت کی۔[109]

حضرت علی نے تدفین کے بعد قبر کے آثار کو مٹا دیا تا کہ قبر معلوم نہ ہو۔[110] تاریخی اور حدیثی مصادر میں درج ذیل مقامات آپؑ کے مقام دفن کے طور پر ذکر کئے گئے ہیں:[111]

- بعض نے آپ کا محل دفن روضہ پیغمبر (ص) ذکر کیا ہے۔
- خود آپؑ کا گھر۔ جو بنی امیہ کے دور میں مسجد کی توسیع میں مسجد کا حصہ بن گیا۔[112]
- مسجد نبوی میں قبر اور منبر پیغمبر (ص) کے درمیان۔ [113]
- قبرستان بقیع میں: بعض منابع نے بطور مطلق آپ کا محل دفن جنت البقیع کو قرار دیا ہے۔[114]
- عقیل بن ابی طالب کے گھر میں[115] قبرستان بقیع کے بغل عقیل کا ایک بڑا سا گھر تھا۔[116] جو فاطمہ بنت اسد، عباس بن عبدالمطلب اور شیعوں کے اماموں کے دفن ہونے کے بعد محل سکونت سے خارج ہو کر عمومی زیارت گاہ میں تبدیل ہو گیا۔[117]

فضائل

شیعہ اور اہل سنت روائی، تفسیری اور تاریخی مصادر میں حضرت زہراؑ کے متعدد فضائل ذکر ہوئے ہیں۔ ان فضائل میں سے بعض کا منشا قرآن کریم کی مختلف آیات جیسے آیۂ تطہیر اور آیۂ مباہلہ ہیں۔ اس قسم کے فضائل میں آیات کا شان نزول تمام اہل بیتؑ کے لئے ہے جن میں حضرت زہراؑ بھی شامل ہیں۔ آپ کے بعض فضائل احادیث میں بھی نقل ہوئے ہیں جن میں بِضعۃ الرسول اور مُحَدَّثہ ہونا ہیں۔

عصمت

تفصیلی مضمون: عصمت اہل بیتؑ

شیعہ نقطہ نگاہ سے فاطمہؑ آیۂ تطہیر کے مصادیق میں سے ایک ہونے کی حیثیت سے عصمت کے مقام پر فائز ہیں۔[118] اس آیت کے مطابق خداوند عالم نے اہل بیتؑ کو ہر قسم کی برائی اور نجاست سے پاک اور منزہ رکھنے کا ارادہ فرمایا ہے۔[119] شیعہ اور اہل سنت دونوں طریق سے نقل ہونے والی متعدد احادیث کے مطابق حضرت فاطمہؑ اہل بیتؑ میں سے ہیں۔[120] آپ کی عصمت کو مورد بحث قرار دینے کا پہلا مورد پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے بعد پیش آنے والے ناگوار واقعات من جملہ فدک کا واقعہ ہے جس میں امام علیؑ نے آپ کے معصوم ہونے پر آیت تطہیر سے استناد کرتے ہوئے ابوبکر کے اس اقدام کو غلط اور فدک واپس لینے کے حوالے سے حضرت زہراؑ کی درخواست کو ان کا مسلمہ حق قرار دیا۔[121] شیعوں کے علاوہ اہل سنت کے حدیثی اور تاریخی مصادر میں بھی بعض احادیث نقل ہوئی ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے آیت تطہیر کا حوالہ دیتے ہوئے اپنے اہل بیتؑ یعنی فاطمہؑ، علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو ہر قسم کے گناہ سے مبرا قرار دیا ہے۔[122]

عبادت

حضرت فاطمہ زہراؑ

مَن اَصعَدَ اِلَی اللّهِ خالِصَ عِبادَتِه اَهبَطَ اللّهُ عَزَّ وَ جَلَّ اِلَیهِ اَفضَلَ مَصلَحَتِه

ترجمہ: جو اپنی خالص عبادت کو اللہ کی طرف بھیجے تو اللہ تعالی اپنی بہترین مصلحت اس کی طرف نازل کرے گا۔

عدۃ الداعی، ص 233
حضرت فاطمہ زہراؑ بھی اپنے والد پیغمبر اکرم (ص) کی طرح خدا کی عبادت سے شدید لگاؤ رکھتی تھیں۔ اسی بنا پر آپ اپنی زندگی کا ایک اہم حصہ نماز اور خدا کے ساتھ راز و نیاز میں بسر کرتی تھیں۔[123] بعض مصادر میں آیا ہے کہ بعض اوقات جب حضرت فاطمہؑ قرآن کی تلاوت میں مشغول ہوتی تھیں تو اس دوران آپ غیبی امداد سے بہرہ مند ہوتی تھیں۔ جیسے: ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک دن سلمان فارسی نے دیکھا کہ حضرت زہراؑ چکی کے پاس قرآن کی تلاوت میں مصروف تھیں اور چکی خود بخود چل رہی تھی، سلمان فارسی نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے اس واقعے کو پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ... خداوند عالم نے حضرت زہراؑ کیلئے چکی چلانے کے لئے جبرئیل امین کو بھیجا تھا۔[124] طولانی نمازیں پڑھنا، راتوں میں عبادت کرنا، دوسروں منجملہ پڑوسیوں کے لئے دعا کرنا،[125] روزہ رکھنا، شہداء کی قبور کی زیارت کرنا؛ آپ کے نمایاں معمولات زندگی تھے کہ جس کی اہل بیتؑ، بعض صحابہ اور تابعین نے تائید کی ہے۔[126] یہی سبب ہے کہ دعا و مناجات کی کتابوں میں بعض نمازوں، دعاؤں اور تسبیحات وغیرہ کی نسبت ان کی طرف دی گئی ہے۔[127]
خدا و رسول کے نزدیک مقام و منزلت
شیعہ و سنی علما اس بات کے معتقد ہیں کہ حضرت زہراؑ کے ساتھ دوستی اور محبت کو خدا نے مسلمانوں پر فرض قرار دیا ہے۔ علما آیۂ مودت کے نام سے مشہور سورہ شوریٰ کی آیت نمبر 23 سے استناد کرتے ہوئے حضرت فاطمہؑ کی دوستی اور محبت کو فرض اور ضروری سمجھتے ہیں۔ آیۂ مودت میں پیغمبر اکرمؐ کی رسالت و نبوت کی اجرت آپؐ کے اہل بیتؑ سے مودت و محبت کرنے کو قرار دیا گیا ہے۔ احادیث کی روشنی میں اس آیت میں اہل بیتؑ سے مراد فاطمہؑ، علیؑ اور حسنینؑ ہیں۔[128] آیۂ مودت کے علاوہ پیغمبر اکرمؐ سے کئی احادیث نقل ہوئی ہیں جن کے مطابق خداوند عالم فاطمہؑ کی ناراضگی سے ناراض اور آپؑ کی خوشنودی سے خوش ہوتا ہے۔[129]
جنۃ العاصمہ کے مولف نے اپنی کتاب میں ایک روایت نقل کی ہے جس میں حضرت فاطمہؑ کی خلقت کو وجہ تخلیق افلاک قرار دیا گیا ہے۔ یہ احادیث قدسی حدیث لولاک کے نام سے مشہور ہے جو پیغمبر اکرمؐ سے منقول ہے جس کے مطابق: افلاک کی خلقت پیغمبر اکرمؐ کی خلقت پر موقوف ہے، آپؐ کی خلقت حضرت علیؑ کی خلقت پر موقوف ہے اور آپ دونوں کی خلقت حضرت فاطمہؑ کی خلقت پر موقوف ہے۔[130] بعض علما اس حدیث کی سند کو مخدوش قرار دیتے ہیں لیکن اس کے مضمون کو قابل توجیہ مانتے ہیں۔[131]
پیغمبر اکرمؐ حضرت فاطمہؑ کو بہت مانتے تھے اور دوسروں کی بنسبت سے ان سے زیادہ محبت اور احترام کرتے تھے۔ حدیث بضعہ نامی مشہور حدیث میں پیغمبر اکرمؐ نے فاطمہؑ کو اپنے جگر کا ٹکڑا قرار دیتے ہوئے فرمایا: جس نے بھی اسے ستایا گویا اس نے مجھے ستایا۔ اس حدیث کو متقدمین محدثین جیسے شیعہ علماء میں شیخ مفید اور اہل سنت علماء میں احمد بن حنبل نے مختلف طریقوں سے نقل کیا ہے۔[132]
خواتین کی سردار
شیعہ سنی دونوں طریقوں سے منقول متعدد احادیث میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہؑ سیدۃ نساء العالمین، بہشت کی تمام عورتوں کی سردار اور امت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں۔[133]
مباہلہ میں شریک واحد خاتون
صدر اسلام کی مسلمان خواتین میں سے حضرت فاطمہؑ وہ اکیلی خاتون ہیں جنہیں پیغمبر اکرمؐ نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھ مباہلہ کیلئے انتخاب فرمایا تھا۔ یہ واقعہ قرآن مجید کی آیۂ مباہلہ میں ذکر ہوا ہے۔ تفسیری، روائی اور تاریخی مصادر کی روشنی میں آیت مباہلہ اہل بیت پیغمبرؐ کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے۔[134] کہا جاتا

ہے کہ فاطمہؑ، امام علیؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ اس واقعے میں پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ مباہلے کیلئے گئے اور ان اشخاص کے علاوہ پیغمبر اکرمؐ نے کسی کو بھی اپنے ساتھ نہیں لیا۔[135]

نسل پیغمبر اکرمؐ کا تسلسل

پیغمبر اکرمؐ کی نسل کا تسلسل اور ائمہ معصومین کا تعین حضرت زہراؑ کی نسل سے ہونا آپ کی فضیلت میں شمار کیا گیا ہے۔[136] بعض مفسرین حضرت زہراؑ کے ذریعے پیغمبر اکرمؐ کی نسل کے تسلسل کو سورہ کوثر میں مذکور خیر کثیر کا مصداق قرار دیتے ہیں۔[137]

سخاوت

حضرت فاطمہؑ کی زندگی میں سخاوت کا پہلو ان کی سیرت اور کردار کا ایک نمایاں پہلو ہے۔ جس وقت آپؑ نے حضرت علیؑ کے ساتھ مشترکہ ازدواجی زندگی کا آغاز کیا تو اس وقت آپ کی مالی حالت معقول تھی۔ اس وقت بھی آپؑ نے سادہ زندگی گزاری اور اس وقت بھی آپؑ نے خدا کی راہ میں ہمیشہ انفاق کیا۔[138] اپنی شادی کا لباس اسی رات محتاج کو دینا،[139] فقیر کو اپنا گردن بند عطا کرنا[140] اور تین دن تک اپنا اور اپنے اہل و عیال کا کھانا مسکین، یتیم اور اسیر کو دے دینا؛ سخاوت کے اعلیٰ نمونوں میں سے ہے۔[141] حدیثی اور تفسیری مصادر میں موجود مطالب کی روشنی میں جب فاطمہؑ، علیؑ اور حسنینؑ نے مسلسل تین دن روزہ رکھا اور افطار کے وقت پورا کھانا نیازمندوں کو دے دیا تو خدا کی طرف سے سورہ انسان کی آیات 5 تا 9 نازل ہوئیں جو آیات اطعام کے نام سے مشہور ہیں۔[142]

محَدّثَہ

خدا کے مقرب فرشتوں کا حضرت فاطمہؑ کے ساتھ ہم کلام ہونا آپؑ کی خصوصیات میں سے ایک ہے۔ اسی وجہ سے آپؑ کو "محَدّثَہ" کہا گیا۔[143] آپؑ کا پیغمبر اکرمؐ کی حیات طیبہ میں فرشتوں کے ساتھ ہمکلام ہونا[144] اور حضورؐ کی رحلت کے بعد فرشتوں کا آپؑ کو تسلیت دینا اور نسل پیغمبر اکرمؐ کا تسلسل آپ سے جاری رہنے کی خبر دینا اس بات کی واضح نشانیوں میں سے ہیں۔ آئندہ رونما ہونے والے واقعات جو فرشتہ الہٰی حضرت فاطمہؑ کیلئے بیان کرتے؛ امام علیؑ انہیں کتابی صورت میں تحریر فرماتے تھے جو بعد میں مصحف فاطمہؑ کے نام سے معروف ہوا۔[145]

زیارت نامہ

بعض شیعہ منابع میں امام جعفر صادق (ع) سے حضرت فاطمہ زہراؑ کے لئے زیارت نامہ نقل ہوا ہے۔[146] اس زیارت نامہ کے متن کے مطابق، حضرت فاطمہ ولادت سے پہلے اللہ کی طرف سے مورد امتحان قرار پائیں اور آپ نے اس امتحان میں صبر کا ثبوت دیا۔[147]

اس زیارت نامہ کے مطابق حضرت فاطمہ زہراؑ کی ولایت قبول کرنے کو تمام انبیاء اور پیغمبر اکرم (ص) کی ولایت قبول کرنے اور ان کی اطاعت کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔[148] اسی طرح سے اس زیارت کے مطابق، جس نے حضرت زہرا کی اطاعت کی اور اس پر ثابت قدم رہا تو وہ نجاستوں اور گناہوں سے پاک ہو جائے گا۔[149]

معنوی میراث

حضرت فاطمہؑ کی عبادی، سیاسی و اجتماعی زندگی اور آپؑ کے اقوال کو قیمتی معنوی میراث کی طرح تمام مسلمان اپنی روزمرہ کی زندگی میں اپنے لئے نمونہ عمل قرار دیتے ہیں اور اسلامی آثار میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ مصحف فاطمہ، خطبہ فدکیہ، تسبیحات اور نماز حضرت زہراؑ اس معنوی میراث میں سے ہیں۔

- روایات: آپؑ سے منقول احادیث اس معنوی میراث کا اہم حصہ ہیں۔ یہ احادیث محتوی کے اعتبار سے متنوع

اور اعتقادی، فقہی، اخلاقی اور اجتماعی موضوعات پر مشتمل ہیں۔ ان احادیث میں سے بعض شیعہ و اہل سنت حدیثی مصادر میں مذکور ہیں جبکہ آپؑ کی اکثر احادیث مسنَد فاطمہ اور اخبار فاطمہ کے نام سے مستقل کتابوں کی شکل میں شائع ہوئی ہیں۔ ان مسانید میں سے بعض مرور زمان کے ساتھ مفقود ہو گئیں اور علم رجال و تراجم کی کتابوں میں ان راویوں اور مصنفین کے صرف نام مذکور ہیں۔[150]

- مصحف فاطمہؑ: ایسے مطالب پر مشتمل ہے جنہیں حضرت فاطمہؑ نے فرشتہ الہیٰ سے سنا اور امام علیؑ اسے تحریری کیا۔[151] شیعوں کے مطابق مصحف فاطمہؑ ائمہ معصومین کے پاس محفوظ رہا، ہر امام اپنی عمر کے آخر میں اسے اپنے بعد والے امام کے سپرد کرتا رہا[152] اور ائمہ معصومینؑ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو اس کتاب تک رسائی حاصل نہیں ہو سکی۔ یہ کتاب اس وقت امام زمانہؑ کے پاس موجود ہے۔[153]
- خطبہ فدکیہ: حضرت فاطمہؑ کے مشہور خطبات میں سے ایک ہے جسے آپ نے واقعہ سقیفہ بنی ساعدہ اور باغ فدک کے غصب کے بارے میں مسجد نبوی میں صحابہ کے بھرے مجمع میں ارشاد فرمایا۔ اس خطبے کی اب تک کئی شرحیں لکھی جا چکی ہیں جن میں سے اکثر کا نام "حضرت زہراؑ کے خطبے کی شرح" یا "شرح خطبہ لُمَّہ" (خطبہ فدکیہ کا دوسرا نام) ہے۔[154]
- تسبیح حضرت زہراؑ: سے مراد وہ مشہور ذکر ہے جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ نے حضرت زہراؑ کو تعلیم دیا[155] جس سے حضرت فاطمہؑ بیحد خوش ہوئیں۔[156] شیعہ اور اہل سنت مصادر میں حضرت زہراؑ کو رسول اکرمؐ کی طرف سے اس تسبیح کی تعلیم دینے کے حوالے سے مختلف مطالب مذکور ہیں اور کہا جاتا ہے کہ امام علیؑ نے اس ذکر کے سننے کے بعد کسی بھی صورت میں اسے ترک نہیں فرمایا۔[157]
- نماز حضرت زہرا: سے مراد وہ نمازیں ہیں جنہیں حضرت فاطمہؑ نے آنحضرتؐ یا جبرئیل سے دریافت فرمایا۔ بعض حدیثی مصادر اور دعاؤں کی کتابوں میں ان نمازوں کی طرف اشارے ملتے ہیں۔[158]
- حضرت زہرا سے منسوب اشعار: مصادر میں موجود بعض اشعار حضرت فاطمہؑ سے منسوب ہیں جنہیں تاریخی اور حدیثی مصادر میں ذکر کیا گیا ہے۔ تاریخی حوالے سے یہ اشعار دو ادوار پیغمبر اکرمؐ کی رحلت سے پہلے اور آپؐ کی رحلت کے بعد کے دور سے مربوط ہیں۔[159]

فاطمہ زہراؑ شیعہ ثقافت و ادب میں

شیعہ حضرت فاطمہؑ کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دیتے ہیں اور آپ کی سیرت شیعہ ثقافت اور شیعوں کی زندگی میں جاری و ساری ہے۔ ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

- مہر السنۃ: روایت کے مطابق امام محمد تقی (ع) نے اپنی زوجہ کا مہر حضرت فاطمہ زہرا کے مہر 500 درہم جتنا قرار دیا۔[160] اس مقدار مہر کو "مہر السنۃ" کہا جاتا ہے جو رسول خدا (ص) کی ازواج و اولاد کا مہر تھا۔[161]
- ایام فاطمیہ: حضرت فاطمہؑ کی شہادت کے ایام کو ایام فاطمیہ کہا جاتا ہے۔ ایران سمیت دنیا کے تمام ممالک میں شیعہ حضرات 3 جمادی الثانی کو آپؑ کی شہادت کی مناسبت سے عزاداری کرتے ہیں اور بعض ممالک من جملہ ایران میں اس دن سرکاری سطح پر چھٹی ہوتی ہے[162] اور شیعہ مراجع تقلید ننگے پاؤں عزاداری میں شرکت کرتے ہیں۔[163]
- یوم مادر: ایران میں حضرت فاطمہؑ کی ولادت کے دن یعنی 20 جمادی الثانی یوم مادر (Mother Day) یا یوم خواتین کے عنوان سے منایا جاتا ہے۔[164] اس دن ایران میں لوگ اپنی ماؤں کو تحفے تحائف دے کر آپؑ کی ولادت کا جشن مناتے ہیں۔[165]

- محلہ بنی ہاشم کی علامتی تعمیر: ایام فاطمیہ کے ساتھ ساتھ محلہ بنی ہاشم، قبرستان بقیع اور حضرت فاطمہؑ کے گھر کی علامتی تعمیر قدیم ایام کی طرز پر شروع ہوتی ہے جسے دیکھنے کیلئے لوگ مقررہ مقامات کی طرف چلے آتے ہیں۔[166]
- بیٹیوں کے نام: شیعہ اپنی بیٹیوں کا نام فاطمہ رکھتے ہیں یا پھر حضرت زہراؑ کے القابات میں سے کسی لقب کو نام کے طور پر چنتے ہیں اور ایران میں حالیہ سالوں کے دوران بیٹیوں کے ناموں میں "فاطمہ" اور "زہرا" کا شمار پہلے دس ناموں میں ہوتا ہے۔[167]
- اولاد فاطمہؑ سے انتساب: شیعوں میں زیدیہ فرقہ اس بات کا معتقد ہے کہ امامت و رہبری صرف حضرت فاطمہؑ کی اولاد سے مخصوص ہے۔ اس بنا پر زیدیہ صرف اس شخص کو اپنا امام مانتے ہیں اور اس کی حکومت کو قبول کرتے ہیں جو آپؑ کی نسل سے ہو۔[168] اسی طرح فاطمیون نے جب مصر میں اپنی حکومت قائم کی تو انہوں نے خود کو آپؑ کے نام سے موسوم کیا اور وہ اپنے آپ کو حضرت فاطمہؑ کی اولاد سے قرار دیتے ہیں۔[169]

مونوگراف

حضرت فاطمہؑ کے بارے میں تحریروں کا آغاز پہلی صدی ہجری سے ہی مسلمانوں خاص طور پر شیعوں میں ہو گیا تھا۔ اس سلسلے میں آپؑ کے بارے میں لکھی گئی کتابوں کو تین گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مُسنَد نگاری، مَنقَبَت نگاری اور سیرت نگاری۔ [170] اس موضوع پر شیعہ علماء کی لکھی گئی مسانید درج ذیل ہیں:

- مسند فاطمۃ الزہراء تالیف عزیز اللہ عطاردی
- مسند فاطمہ زہرا تالیف سید حسین شیخ الاسلامی
- نہج الحیاۃ (اقوال حضرت فاطمہ) تالیف محمد دشتی
- مسند فاطمہ تالیف مہدی جعفری[171]
- دلائل الامامۃ تالیف طبری امامی (اس سلسلے کا سب سے قدیمی مآخذ ہے)[172]

منقبت نگاری میں شیعہ علما کی تصانیف یہ ہیں:

- مناقب فاطمہ الزہراء و ولدہا تالیف، طبری امامی،[173]
- شرح احقاق الحق و ازہاق الباطل تالیف، سید شہاب الدین مرعشی نجفی
- فضائل فاطمۃ الزہراء از نگاہ دیگران تالیف ناصر مکارم شیرازی
- فاطمہ زہرا از نظر روایات اہل سنت تالیف محمد واصف[174]

اس موضوع پر اہل سنت علماء کی تحریر کردہ مسانید کے نام یہ ہیں:

- السقیفہ و فدک تالیف جوہری بصری
- من روی عن فاطمہ من اولادہا تالیف ابن عقدہ جارودی
- مسند فاطمہ تالیف دارقطنی شافعی

منقبت نگاری کے عنوان سے اہل سنت کتب یہ ہیں:

- الثغور الباسمۃ فی فضائل السیدۃ الفاطمۃ تالیف جلال الدین سیوطی
- اتحاف السائل بما لفاطمۃ من المناقب و الفضائل تالیف محمد علی مناوی[175]